مرثیۃ

جب پہنچی وطن بنتِ علی سہکے جفائیں
اپنوں کی جدائی پہ وہ بھرتی رہی آہیں
کس طرح بھلا بھولتی کربل کی بلائیں
والھفتا واکربتا دیتی تھی صدائیں
کہتی رہی ہوؤنگی نہ گھر میں میرے داخل
ہے لاشِ برادر میری نظروں کے مقابل

کل ساتھ گئے تھے وہ نہیں آج میرے گھر
صحرائے بلا میں یوں لُٹا گلشنِ مادر
نہ بھانجے ، نہ بیٹے ، بھتیجے نہ برادر
لائی ہوں فقط ایک بھتیجے کو بچا کر

یہ شاہِ مدینے کی نواسی کی ہے فریاد
اے اہلِ وطن سُن لو میری دکھ بھری رُوداد

سونی ہے میرے گھر میں میرے بھائی کی مسند
کربل میں بنا آئی ہوں اس بھائی کا مرقد
نہ اکبر و اصغر نہ پدر کی ہوئی آمد
بے چین میری فاطمہ صغری ہوئی بے حد

یوں روتی رہی بھائی کے ماتم میں حزینہ
اور روتا رہا ساتھ میں دکھیا کے مدینہ

بےہوش ہوئی آہ جو رورو کے وہ دکھیا
تب خواب میں کیا دیکھتی ہے آئی ہے زہرا
سر پہ نہیں چادر ، ہے لہو میں بھرا چہرہ
یہ دیکھ کے بےچین ہوئی اور بھی زیادہ
قدموں پہ گری اماں کے کرتی ہوئی گریہ
مادر نے دُلاری کو گلے اپنے لگایا

زینب نے پوچھا اماں ہو کیوں اتنی دل فگار
کیوں غمزدہ ہے آج تُو اے سب کی غمگسار
پوشاکِ خون پہنے ہو کیوں اتنی اشکبار
ہے خوں میں بھرا آج رخِ عصمتِ ابرار
زہرا نے بتایا اے میری دخترِ غمخوار
میں اشکِ لہو روئی ہوں اے بیٹی کئیں بار

میں کیسے سناؤں تجھے بیٹی میری فریاد
جس ماں کا بھرا گھر ہوا دو پہر میں برباد
غربت میں ہائے جس کی تڑپتی رہی اولاد
آتی رہی جس ماں کے جگر گوشوں پہ اُفتاد
وہ اشکِ لہو اپنوں پہ کیوں کر نہ بہائے
پوشاکِ لہو پہن کے کیوں جاں نہ گنوائے

ماں کہتی تھی اعدا نے میرے گھر کو ہے ڈھایا
پہلے تو نبی نانا کی فُرقت میں رلایا
پھر قتل سے بابا کے تیرے حشر اُٹھایا
اور سَمِّ ستم بھائی حسن کو بھی پلایا
کیا حال ہوا ہوگا میرے دل کا اے دختر
جب لاڈلا شبیر میرا تھا تہِ خنجر

میں عون و محمد پہ تیرے ساتھ تھی روتی
عباس کے جب ہاتھ کٹے جان تھی کھوتی
اکبر کو سناں جب لگی فریاد تھی کرتی
بےشیر کی گردن جو ڈھلی آہیں تھی بھرتی

جب گھر تھا جنازوں سے بھرا میں بھی وہاں تھی
جب کوہِ الم تجھ پہ گرا میں بھی وہاں تھی

زینب نے تب یوں مادرِ دلگیر سے پوچھا
جب شمر نے خنجر میرے بھائی پہ تھا پھیرا
تھی آپ کہاں اماں بتاؤ مجھے اتنا
جنّت میں تھی یا آپ تھی در مقتلِ بھیا

زہرا نے کہا ذبح میرا بیٹا ہوا جب
سر پیٹتی تھی خاک اُڑاتی تھی میں زینب

تنّور میں رکھا سرِ دلبر میں وہاں تھی
تُو روتی تھی لاشے سے لپٹ کر میں وہاں تھی
کرتی تھی بپا رن میں تُو محشر میں وہاں تھی
جب لُٹتی تھی سر سے تیری چادر میں وہاں تھی

جب خیمے لٹے ، قیدی بنا عابدِ مضطر
اے بیٹی تیری ماں نے یہ سب دیکھا ہے منظر

جب چھینی گئی پیاری سکینہ کی بالیاں
اونٹوں کی ننگی پیٹھ پہ جب بیٹھی بیبیاں
جب ہاتھ میں بیٹیوں کی بندھی تھی رسیاں
زنداں کے الم دیکھنے حاضر تھی میں وہاں

تھی جب کہ تُو یزید کے دربار میں کھڑی
بیٹی یہ تیری ماں بھی تھی موجود اُس گھڑی

سر طشت میں حسین کا ، ظالم تھا تخت پر
اور مارتا تھا سر پہ چھَڑی ہائے ستم گر
پُر ہَول قید خانے کا جب دیکھتی منظر
شہزادیوں پہ پھوٹ کے روتی تھی میں مادر

بابا پہ جب کہ ننھی رقیہ ہوئی بےجاں
آہوں سے میری گونجتا تھا شام کا زنداں

مادر کے سخن سن کے بہت رو پڑی دختر
کہنے لگی مظلوم برادر کی وہ خواہر
چہرے سے لہو پوچھ لو لِلہ اے مادر
مجھ دکھیا سے دیکھا نہیں جاتا ہے یہ منظر

ماں بولی یہ حسین کا خوں باقی رہے گا
یہ خوں نہ حشر تک میرے چہرے سے مٹے گا

یہ واقعہ جب ہم نے سُنا سیف ہدی سے
اک حشرِ فغاں برپا ہوا فرطِ عزا سے
چھلنی ہے ہراک قلبِ محب آہ و بکا سے
محزوں ہے یاحسین کی پُر درد صدا سے
بس شکرِ غم شاہ میں شؔاکر تو دعا کر
تا حشر میرے شاہ کی یا رب تو بقا کر